

رشتوں کی دو مضبوط بنیادیں

ڈاکٹر محی الدین غازی

شادی سے رشتے داری وجود میں آتی ہے۔ رشتے قائم کرنا، رشتے نباہنا، اور رشتہ نباہ نہ پانے کی صورت میں ختم کر دینا، یہ سب زندگی کے بہت نازک مرحلے ہوتے ہیں۔ اگر زندگی گزارنے کے لیے مضبوط بنیادیں میسر نہ ہوں تو زبان پھسل جانے، قدم بہک جانے، بات بگڑ جانے، زندگیاں برباد ہو جانے، اور سب سے بری بات یہ کہ پستی میں گر جانے کا ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے۔

ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے قرآن مجید دو بنیادیں عطا کرتا ہے۔ یہ دونوں کسی بھی چٹان سے زیادہ مضبوط بنیادیں ہیں۔ ان بنیادوں پر ازدواجی زندگی کی بنیاد اعتماد کے ساتھ رکھی جاسکتی ہے، اور ازدواجی زندگی کی عمارت کو اطمینان کے ساتھ بہت بلندی تک اٹھایا جاسکتا ہے۔ ایک بنیاد تقویٰ ہے اور دوسری بنیاد احسان ہے۔ یہ دونوں بنیادیں خوش گوار زندگی کی عمارت کے استحکام کی ضمانت ہیں۔ جس نے ان دونوں بنیادوں کو اپنی شخصیت کے لیے حاصل کر لیا، اسے تاحیات خوش رہنے اور خوشیاں بانٹنے کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔

تقویٰ کا مطلب ہے، زندگی میں ہر کام کو انجام دیتے ہوئے اللہ کی ناراضی سے بچنے کی فکر کرتے رہنا، اور احسان کا مطلب ہے زندگی کے ہر کام کو اللہ کی مرضی کے شایان شان بہتر سے بہتر طریقے سے انجام دیتے رہنا۔ گویا زندگی عیب سے پاک ہوتی رہے تو تقویٰ ہے، اور زندگی خوبیوں سے مالا مال ہوتی رہے تو احسان ہے۔ تقویٰ زندگی کے پودے کو مرجھانے سے بچاتا ہے، اور احسان سے زندگی کے درخت میں پھول اور پھل آتے ہیں۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ تقویٰ اور دین داری سے ازدواجی زندگی کی رنگینی اور اس کا رس جاتا رہتا ہے، زندگی خشک اور بے رنگ یا کم از کم سادہ رنگ اور بے لطف ہو جاتی ہے، زندگی کے رومان اور تقویٰ کی بندشوں میں کوئی یارا نہ نہیں بلکہ پرانی دشمنی ہے۔ یہ سارے تصورات بالکل غلط ہیں۔ تقویٰ تو محبت اور رومان کی حفاظت کرتا ہے۔ تقویٰ سے زندگی کے حسین رنگوں کی صحیح دیکھ بھال ہوتی ہے، بلکہ یوں کہیں کہ احسان سے زندگی بے حد حسین اور بے حد خوش گوار ہو جاتی ہے، اور تقویٰ سے اس حسن اور اس خوش گواری کی سدا حفاظت ہوتی ہے۔

تقویٰ دل دکھانے سے روکتا ہے، احسان دل کو مسرور کر دینے پر ابھارتا ہے۔ تقویٰ رشتوں کی بے حرمتی کرنے سے روکتا ہے، احسان رشتوں کو لازوال بنانے کی فکر دیتا ہے۔ تقویٰ بدزبانی سے باز رکھتا ہے، احسان زبان کو شیرینی اور حلاوت کا سرچشمہ بنا دیتا ہے۔ تقویٰ ہوتو رشتوں کو کوئی روگ نہیں لگتا، احسان ہوتو رشتے صحت مند اور توانا ہو جاتے ہیں۔

شادی کی تقریب تقویٰ اور احسان کے سایے میں انجام پائے تو تقریب کی خوشیاں دو بالا ہو جاتی ہیں۔ تقویٰ دل کو لالچ سے پاک کرتا ہے۔ جہیز کی طلب ہو یا دوسرے ناجائز مطالبات، تقویٰ ان تمام برائیوں سے بچا لیتا ہے جو لالچ کے پیٹ سے جنم لیتی ہیں۔ احسان دل میں سخاوت اور فیاضی جگاتا ہے، اور وہ ساری خوبیاں پیدا کرتا ہے جو سخاوت اور فیاضی کے بطن سے جنم لیتی ہیں۔ بیوی کے گھر والوں سے کچھ نہ لے کر بیوی کے لیے اپنے گھر میں حسب استطاعت شایان شان رہنے سہنے کا انتظام کرنا احسان کا ایک حسین مظہر ہے۔ بہترین ازدواجی زندگی وہ ہوتی ہے جس میں خود غرضی کے بجائے جاں نثاری ہو۔ تقویٰ خود غرض نہیں بننے دیتا ہے، اور احسان سب کچھ نثار کرنے کے لیے تیار رکھتا ہے۔

تقویٰ ہر تقریب میں غیر اسلامی رسوم و رواج سے روکتا ہے، اور احسان ہر تقریب کو اللہ کے رنگ میں رنگتے ہوئے عبادت کا حسن عطا کرتا ہے۔ جہاں تقویٰ اور احسان کی کار فرمائی ہو وہاں تقریبات عبادت کی طرح پاکیزہ ہوتی ہیں، اور جہاں تقویٰ اور احسان نہ ہوں وہاں عبادتیں غیر اسلامی رسومات سے آلودہ ہو جاتی ہیں۔

تقویٰ نمائش پسندی، اسراف اور فضول خرچی سے روکتا ہے، اور احسان غریب رشتے داروں

اور ضرورت مند پڑوسیوں پر چپکے چپکے خرچ کرنے کا ظرف عطا کرتا ہے۔

تقویٰ اور احسان دونوں اگر شوہر اور بیوی میں جمع ہو جائیں تو اللہ کی رحمت دونوں پر سایہ فلگن ہو جاتی ہے۔ شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتے ہیں۔ دونوں ایک دوسرے پر سب کچھ لٹانے، ایک دوسرے کے لیے ہر تکلیف اور مشقت برداشت کر لینے اور ایک دوسرے سے کچھ نہیں مانگنے میں مقابلہ کرتے ہیں۔ دوسرے کے لطف کے لیے خود تکلیف برداشت کر لینا اور دوسرے کی تکلیف کا خیال کر کے اپنے لطف کو پس پشت ڈال دینا دونوں کا شیوہ ہوتا ہے۔ مفاد پرست معاشرے میں پرورش پانے والے خود غرض جوڑے ایثار و قربانی کے اس مقام کا تصور بھی نہیں کر سکتے جس مقام پر تقویٰ اور احسان شوہر اور بیوی کو پہنچا دیتے ہیں۔ بیوی کے دل میں تقویٰ ہو اور شوہر معاشرے کی کسی بے سہارا خاتون سے نکاح کرنا چاہے، تو بیوی اس کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی ہے اور نہ اس کے لیے مسائل ہی کھڑے کرتی ہے۔ بیوی کے دل میں احسان کا جذبہ موجزن ہو تو بیوی خود پیش قدمی کرتی ہے کہ معاشرے میں زوجیت کے سائبان سے محروم خاتون کو اپنے سائبان میں شریک کر لے۔ یہ بہت بھاری کام ہے لیکن احسان کا جذبہ اسے آسان بنا دیتا ہے، اور اسی لیے احسان کا جذبہ رکھنے والے اللہ کو بہت پسند ہیں، کیونکہ وہ ایسے کام کرتے ہیں، جنہیں دیکھ کر زمین اور آسمان بھی حیران رہ جاتے ہیں:

- تقویٰ شوہر کو دو بیویوں کے درمیان ظلم و نا انصافی کرنے سے روکتا ہے، اور احسان شوہر کو دونوں بیویوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سکون بنا دیتا ہے۔
- تقویٰ سوکنوں کو ایک دوسرے سے بغض و عداوت رکھنے اور ایک دوسرے کے خلاف سازشیں کرنے سے روکتا ہے، احسان سوکنوں کو ایک دوسرے کا خیر خواہ اور ہمدرد بنا دیتا ہے۔
- تقویٰ سوتیلے بچوں کے ساتھ زیادتی کرنے سے روکتا ہے، اور احسان سوتیلے بچوں پر سگے بچوں سے زیادہ مہربان ہو جانے والا بنا دیتا ہے۔
- تقویٰ ساس بہو اور نند بھابھ جیسے سارے ہی رشتہ داروں کو آپس میں لڑنے جھگڑنے اور نفرت بانٹنے سے روکتا ہے، احسان رشتہ داروں کو ایک دوسرے کا غم خوار اور ایک دوسرے پر جان چھڑکنے والا بنا دیتا ہے۔

● تقویٰ ان رشتوں کو بند کرتا ہے جہاں سے نفرت اور دشمنی کا گندا پانی گھر کے آنگن میں آنے لگتا ہے، اور احسان گھر کے آنگن میں محبت کی حیات افروز نہریں جاری کرتا ہے اور ایثار و ہمدردی کے زندگی بخش پودے لگاتا ہے۔

اسلام میں طلاق کا نظام بھی رکھا گیا، لیکن اس سے پہلے ازدواجی زندگی کو بہت مضبوط اور پایدار بنا دیا گیا ہے۔ اسلامی زندگی جس قدر مضبوط اور مستحکم ہوتی ہے، کوئی اور زندگی نہیں ہو سکتی۔ جو اسلام کے مطابق ازدواجی زندگی نہیں گزارتا ہے، وہ اسلامی طریقے سے طلاق دینے کے قابل بھی نہیں رہتا ہے۔

قرآن مجید ازدواجی زندگی کی عمارت تقویٰ اور احسان کی بنیادوں پر اٹھانے کی تعلیم دیتا ہے، پھر اگر اس مضبوط رشتے کو ختم کرنا ہی قرین مصلحت ہو تو ختم کرنے کے لیے بھی تقویٰ اور احسان کا راستہ اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ تقویٰ اور احسان کے سایے میں جو تفریق اور جدائی عمل میں آتی ہے، وہ بھی اپنے آپ میں حسین و جمیل ہوتی ہے۔ اس میں کسی کے ساتھ حق تلفی اور زیادتی نہیں ہوتی، کوئی خود غرضی اور تنگ دلی کا مظاہرہ نہیں کرتا ہے، بلکہ اس وقت بھی سخاوت و شرافت کا دور دورہ ہوتا ہے۔

تقویٰ بلاوجہ طلاق دینے سے روکتا ہے، احسان وجہ ہونے پر بھی جہاں تک ہو سکے ساتھ نبانے کے لیے آمادہ کرتا ہے۔ تقویٰ روکتا ہے کہ طلاق کے بعد بیوی کو دی ہوئی چیزیں واپس نہ لی جائیں، احسان ابھارتا ہے کہ طلاق شدہ بیوی کو اپنی استطاعت سے بھی بہت آگے بڑھ کر نوازشوں کی بارش کے ساتھ رخصت کیا جائے۔ تقویٰ کی کیفیت ہو تو اس پر جھگڑا نہیں ہوتا کہ بچہ کس کے پاس رہے، اور اس کا خرچ کون اٹھائے؟ احسان کی کیفیت ہوتی ہے تو دونوں فکر مند ہوتے ہیں کہ طلاق کے باوجود بچے کی بہترین نشوونما کا انتظام کیسے کیا جائے؟

تقویٰ اور احسان سے گھریلو زندگی اس قدر خوش حال، خوش گوار، خوش مزاج اور خوش لطف ہو جاتی ہے کہ جیسے اللہ دنیا ہی میں جنت والی زندگی کے تجربے سے گزار رہا ہو۔ تقویٰ اور احسان سے زندگی کی عمارت بہت بلند ہو جاتی ہے، اور عمارت حد درجہ حسین ہو جاتی ہے۔ بے شک خوش نصیب ہے وہ جسے تقویٰ اور احسان والی ازدواجی زندگی گزارنے کی توفیق مل جائے۔ بے شک

ملا مت کے لائق نہیں ہوتا ہے وہ جو ضروری ہو جانے پر تقویٰ اور احسان کے سایے میں رشتہ ختم کرے:

وَإِن مَّرَأَةً خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَأُخْصِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ (النساء ۴: ۱۲۸) اور اگر کسی عورت کو لگے کہ اس کا شوہر اس سے منھ موڑ رہا ہے، یا ازدواجی زندگی کو خطرے میں ڈال رہا ہے، تو بہت اچھا ہوگا کہ دونوں صلح کا راستہ اختیار کریں۔ صلح سراپا خیر ہے۔ دیکھو خود غرضی طبیعتوں میں رچی بسی ہوئی ہے، اس سے لاپرواہت ہو جاؤ، اور اگر تم احسان اور تقویٰ کی روش اختیار کرو گے تو یہ بہت بہتر ہوگا۔ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔